پروفیسر محمد اکرام تائب عارف والا

رنگِ سخن

علم کے ساحر کا اب جادو ٹوٹ گیا
ہر سُو گھپ اندھیرا سُونی بستی ہے
ہاکی اور بلّے نے سب کچھ لوٹ لیا
ہم معمارِ قوم ہیں فاقہ مستی ہے
بال پریشاں، آنکھیں پُرنم دل ویراں
ساری دنیا حال پہ اپنے ہنستی ہے
کل تک شاہوں کے سر آگے جھکتے تھے
آج میری تقدیر میں کتنی پستی ہے
مہنگائی نے جینا دو بھر کر ڈالا
فکرِ نانِ شب کی ناگن ڈستی ہے
صدیوں کا اس دل میں بغض و کینہ ہے
پل دو پل کی گرچہ اپنی ہستی ہے
دن کو چین نہ رات کو نیند ہے آنکھوں میں
یارب تیری دنیا کیسی بستی ہے
اور تو ہر اک شے سونے کے بھاؤ ہے
بس اک خون کی بوتل تائب سستی ہے